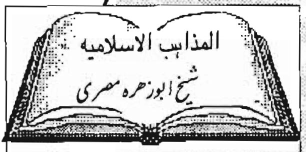

سبائیت کے مسموم اثرات

مولانا عبدالحق چوہان مدظلہ

شیخ ابوزہرہ مصری کی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" ہمارے پیش نظر ہے۔ شیخ نے اس کتاب میں قدیم اور جدید فرقوں کے منصۂ شہود پر آنے کے عوامل و اسباب کا تجزیہ کیا ہے۔ اور ساتھ ہی ان فرقوں کے عقائد، اسماء اور ان میں مختلف نظریات کی بنیاد پر موجود ہونے والے ذیلی فرقوں کی بھی نشاندہی کی ہے۔ شیخ کی اس کتاب میں قدیم فرقوں کے متعلق بہت ہی علمی مواد جمع ہے۔ لیکن یہ ایک مسلّمہ کلیہ اور فطری حقیقت ہے کہ ہر مصنف کی کتاب میں مباحث کے ضمن اور بین السطور میں مصنف کے عقائد اور اسکے نقطۂ نظر کا رحجان نمایاں طور پر محسوس کیا جاتا ہے۔ بعینہ یہی صورتحال ابوزہرہ کی کتاب "المذاہب الاسلامیہ" میں موجود ہے۔ اسلام کے حزب اختلاف، "فرقہ رافضیہ" کے عوامل و اسباب کے تجزیہ کے ضمن میں ان کی تحریر سے رفض و سبائیت کی رائحہ کریہہ محسوس ہوتی ہے۔ ابوزہرہ کی اس کتاب کے مترجم پروفیسر غلام احمد حریری، ابوزہرہ کے نظریات و افکار کا تجزیہ کرتے ہوئے ایک مقام پر رقمطراز ہیں۔

> حضرت معاویہؓ صحابیٔ رسول، کاتب وحی اور نبی کریم ﷺ کے قریبی عزیز تھے۔ مصنف کے یہ الفاظ آپ کی شان میں گستاخی کا بد ترین نمونہ ہیں۔ ابوزہرہ کی کتب کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے ان کے اس رحجان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ تفضیل علی کے نظریہ کی جانب مائل ہیں۔ انہوں نے اپنی تصانیف میں کہیں بھی حضرت معاویہ اور ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے انصاف نہیں کیا اور نہ ان کی خدمات کو سراہا۔ بلکہ ہمیشہ ایک آنکھ سے دیکھتے رہے۔ فغفر اللہ بہ ھذہ الزلتہ العظیمتہ التی ہی زنب کبیر و مصداق قولہ صلی اللہ علیہ وسلم "سب اصحابی ذنب لایغفر"۔ (ص۱۴۸ حاشیہ)

اور اسی یک چشمی کا نتیجہ ہے کہ اسی کتاب میں ایک مقام پر اسی فضیلتہ علی کے نظریہ کی تائید میں ابن ابی الحدید شیعہ معتزلی کا یہ قول پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

> ابن ابی الحدید جو ایک اعتدال پسند شیعہ عالم تھا لکھتا ہے کہ صحابہ میں مندرجہ ذیل حضرات۔ حضرت علیؓ کو افضل الصحابہ تسلیم کرتے تھے۔ عمار بن یاسر۔ مقداد بن الاسود۔ ابوذر غفاری۔ سلمان فارسی۔ جابر بن عبداللہ۔ ابی ابن کعب۔ حذیفہ۔ بریدہ۔ ابوایوب انصاری۔ سہل بن

حفیف۔ عثمان بن حنیف۔ ابوالہیثم بن تیہان۔ ابوطفل عامر بن واثلہ۔ عباس ابن عبدالمطلب اور ان کے بیٹے، نیز تمام بنی ہاشم حضرت علیؓ کو افضل سمجھتے تھے (ص ۶۴)

لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہ نظریہ نہیں تھا بلکہ ان کا نظریہ یہ تھا۔

عن ابن عمر قال کنافی زمن النبیؐ لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان (مشکوۃ ص۵۵۵/ ج۲)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں کسی کو حضرت ابوبکر کے برابر نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر اور پھر حضرت عثمان۔

اور سیدنا علیؓ کا خود اپنا نظریہ بھی یہ نہیں تھا۔

عن محمد ابن حنفیہ قال قلت لابی ایّ الناس خیر بعدالنبیؐ قال ابوبکر قلت ثم من قال عمر مشکوٰۃ ص۵۵۵/ ج۲)

ترجمہ:۔ محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد یعنی حضرت علیؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون تھا تو انہوں نے فرمایا ابوبکر، میں نے کہا پھر کون تو انہوں نے فرمایا عمر

اور اسی یک چشمی کا نتیجہ ہے کہ ابوزہرہ نے حضرت عثمانؓ کی (سیاست کو ھدف) تنقید بنایا اور آپ کے اعمال ولایت کو بدترین حکام کے لبادے میں پیش کیا۔ ابوزہرہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فتنہ انگیزی کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے۔

جب حضرت عثمانؓ نے مہاجرین اولین بیرون مدینہ سکونت گزینی کی اجازت دے دی تو وہ خلیفہ اور حکام دونوں کو اپنی تنقید کے تیروں سے چھلنی کرنے لگے (ص ۵۴) واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں قریشی مہاجرین کو مدینہ منورہ میں اقامت گزین رہنے کا پابند بنا رکھا تھا لیکن حضرت عثمانؓ نے ان حضرات سے یہ پابندی اٹھالی تھی ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ ان نفوس قدسیہ کے برکات و تجلیات سے اطراف عالم میں پھیلی ہوئی امت محمدیہ کو متمتع ہونے کا موقع فراہم کیا جائے۔ تاریخ کامل ابن اثیر کی روایت کے مطابق جب یہ نفوس قدسیہ مختلف دیار وامصار میں پھیل گئے تو لوگ دور دور سے سمٹ کر ان حضرات کی طرف آئے اور ان کی خاک پا کو سرمۂ چشم بنانے لگے۔ پس لوگوں کی نظر میں خلیفۂ ثالث اس فیض رسانی کی بناء پر خلیفۂ ثانی سے کہیں زیادہ محبوب تھے۔ حضرت عثمانؓ کا جو عمل لوگوں کی نظر میں سبب محبوبیت بنا، ابوزہرہ کی نظر میں حضرت عثمانؓ کا یہی عمل سبب تنافر ہے۔ اور پھر وہ اس تجزیہ میں یہ تأثر دینا چاہتے ہیں کہ حکام ولایت اور حضرت عثمان انہی حضرات کی تنقید کا ھدف بنے۔ سبائی مفسدین کو ان حضرات کی اس تنقید سے تقویت اور تائید حاصل ہوئی۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ابن سبا کی ذریت نے ہر مرکزی شہر میں خفیہ مراکز قائم کئے ہوئے تھے اور انہی مراکز سے ہر شہر کی جانب عمال عثمانی کے خلاف تسلسل کے ساتھ سلسلۂ مراسلات جاری تھا اور انہی مکذوبہ مراسلات کے باعث فضاء میں تکدّر کی کیفیت پیدا ہو

گئی حتیٰ کہ مدینہ منورہ سے بھی حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور ام المومنین حضرت عائشہ سلام اللہ و رضوانہ علیہم کی جانب سے مختلف دیار و امصار میں سیدنا عثمانؓ کے خلاف جعلی اور وضعی خطوط روانہ کئے گئے۔ ابن سبا کے گروہ نے ان خطوط ذریعہ لوگوں میں یہ تاثر پیدا کرنے کی کوشش کی کہ اہل مدینہ اور اکابر صحابہ عثمانؓ کے مظالم کا ہدف ستم بنے ہوئے ہیں۔ سیدنا عثمانؓ نے جب فضاء کے اس تکدر کو محسوس کیا تو اکابر صحابہ کی مجلس شوریٰ بلائی اور ان کے سامنے یہ صورت حال پیش کی اور فرمایا آپ حضرات میرے شریک کار ہیں اور مومنوں کے امین ہیں۔ اس معاملہ میں آپ جو مشورہ دیں گے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اکابر صحابہ نے یہ مشورہ دیا کہ تفتیش و تحقیق حال کے متعلق بااعتماد افراد کو مختلف شہروں میں روانہ کیا جائے اور یہ حضرات رعایا سے عمال ولایت کے متعلق احوال دریافت کریں اور واپس آکر صحیح صورت حال سے مطلع کریں۔ اسی تجویز اور رائے کی بنیاد پر ان حضرات کو تفتیش حال کے لئے مختلف کی جانب روانہ کیا گیا۔ محمد ابن مسلمہ انصاری کو کوفہ، حضرت اسامہ بن زید کو بصرہ، حضرت عمار ابن یاسر کو مصر اور حضرت عبداللہ ابن عمر کو شام کی جانب۔ ان کے علاوہ دوسرے قابل اعتماد افراد کو بھی دریافت حال کی غرض سے مختلف دیار و امصار کی طرف روانہ کیا گیا تھوڑے عرصہ بعد حالات کا جائزہ اور تحقیق کر کے سوائے سیدنا عمارؓ کے تمام حضرات واپس تشریف لائے انہوں نے آکر یہ بیان کیا کہ نہ تو ہم نے عمال کی کوئی نازیبا کارروائی دیکھی ہے اور نہ ہی علماء امت اور عام رعایا کی زبان سے کسی قسم کا شکوہ سنا ہے۔ یہ ہے ان تنقیدی خطوط کی حقیقت کہ جن کے متعلق ابوزھرہ صاحب فرماتے ہیں کہ اکابر صحابہ نے عثمانؓ اور اس کے عمال کو اپنی تنقید سے چھلنی کر دیا۔

پھر اسی کتاب میں "حضرت عثمان کی اقرباء نوازی" کے زیر عنوان یہ تحریر ہے۔

"یہ عبداللہ بن سعد ابی سرح تھا جسے حضرت عثمانؓ نے حضرت عمرو بن عاص کے بعد والی مقرر کیا تھا۔ اس نے بھی لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف جمع کرنا شروع کیا۔ وہ خود کہا کرتا تھا کہ میں ایک گڈرے کو ملتا تو اسے بھی آپ کے خلاف اکساتا۔ عبداللہ کو والی مقرر کرنے کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگوں میں طرح طرح کی باتیں مشہور ہو گئیں۔ عبداللہ وہی تھا جو ایمان لانے کے بعد مرتد ہو گیا اور پھر نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان طرازی میں حصہ لینے لگا" (ص۵۶)

پھر عبداللہ کے عامل مقرر کرنے کے نتیجہ اور اس کے اعمال شنیع کے ردعمل کو پیش کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

"بلاشبہ ایسے والی کا وجود ہی لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف اکسانے کے لئے کافی تھا اور یہی ہوا اہل مصر اولین اشخاص تھے جو بیعت خلافت کو توڑ کر مدینہ گئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ کی کرتوتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ قیام عدل سے مایوس ہو گئے اور اسی حرمان و یاس کے عالم میں شر و فتنہ اور قتل و قتال کا دروازہ کھل گیا" (ص۵۷)

ابوزھرہ کی یہ عبارت خلاف حقیقت اور سبائیت کی ترجمانی کی بدترین مثال ہے۔ یہ درست ہے کہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلے مسلمان ہوئے کتابتِ وحی کی خدمت بھی سرانجام دی لیکن اغوائے شیطانی

کے باعث جرم ارتداد کا ارتکاب کیا اور ابوزھرہ کا یہ کہنا کہ "پھر نبی کریم ﷺ کے خلاف بہتان طرازی میں حصہ لینے لگا"۔ اس بہتان طرازی کی انہوں نے وضاحت نہیں کی بعض تاریخی روایات میں اس کی یہ وضاحت کی گئی ہے کہ وہ کہتا تھا کہ میں قرآنی آیات کی کتابت کے وقت ان میں تغیر و تبدل کر جاتا تھا اور محمد ﷺ کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی یہ روایت درجہ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اگر اس طرح ہوتا تو اسی وقت خداوند قدوس کی جانب سے آپ کو مطلع کر دیا جاتا۔

یہ روایت درحقیقت ان ملحدین کا نتیجۂ فکر ہے جن کی تمام تر مساعی مذموم کا مرکزی نقطہ قرآن کی قطعیت کو مشتبہ کرنا ہے ورنہ سیرت کے تمام قدیم مأخذ اس الحاقی جملہ سے خالی ہیں۔ یہ درست ہے کہ حضرت عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح جرم ارتداد کے باعث مباح الدم قرار دئیے گئے لیکن بعد میں انہوں نے اپنے اس فعل پر ندامت کا اظہار کیا اور صدق دل سے تائب ہو گئے اور نبی کریم ﷺ نے بھی ان کی توبہ قبول کر لی اور بیعت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد ان کے اس جرم کا تذکرہ کر کے ان کو ہدف تنقید بنانا بددیانتی کا بدترین مظاہرہ ہے حضرت عثمانؓ کے خلاف ابوزھرہ کی یہ نیش زنی کہ انہوں نے ولایت پر ایک نااہل جابر کو مسلط کر دیا۔ عصبیت سبائیت کا بدترین مظاہرہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ سیدنا عمرؓ نے اپنے دور خلافت کے آخری ایام میں عبداللہ ابن سعد کو مصر کے ایک علاقہ صعید مصر کا والی مقرر کر دیا۔ سیدنا عمرؓ اور سیدنا عمرو ابن عاصؓ کے درمیان لگان مصر کے انتظام پر اختلاف تھا۔ حضرت عمرؓ کے سامنے پورے عالم اسلام کا مفاد مستحضر تھا اور سیدنا عمرو ابن عاصؓ کے سامنے خطۂ مصر کی بہبود گی تھی۔ سیدنا عمرؓ کی شہادت کے بعد جب سیدنا عثمانؓ سریر آراء خلافت ہوئے تو حضرت عمرو ابن عاص کے ساتھ ان کا بھی وہی اختلاف ہوا۔ حضرت عمرو ابن عاصؓ کی معزولی اسی اختلاف کی وجہ سے ہوئی اور عبداللہ ابن سعد تو حضرت عمرؓ کے دور خلافت سے مصر کے ایک حصہ کی تولیت پر فائز تھے۔ حضرت عثمانؓ نے ان کی تولیت میں اضافہ کر دیا۔ جب حضرت عمرؓ نے ان کو صعید مصر پر متولی مقرر کیا اس وقت تو کسی نے بھی ان پر سابقہ ارتداد کے باعث اعتراض نہیں کیا اور نہ ہی اس وقت جبکہ حضرت عثمانؓ نے پورے علاقہ مصر کی تولیت ان کے سپرد کر دی تھی۔ حضرت عبداللہ ابن سعد جب حکومت مصر پر فائز ہوئے تو انہوں نے قیصر روم اور دوسرے عیسائی تاجروں کی شان و شوکت کو اسلام کے مقابلہ میں سرنگوں کر دیا۔ انہوں نے شمالی افریقہ پر جب لشکر کشی کی تو مدینہ منورہ سے جو لشکر ان کی کمک پر افریقہ بھیجا گیا اس میں سیدنا حسن، سیدنا حسین، سیدنا عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق، سیدنا عبداللہ ابن عمر، سیدنا عبداللہ ابن عباس، سیدنا عبداللہ ابن جعفر اور سیدنا عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسی جلیل القدر ہستیاں موجود تھیں۔ اگر عبداللہ ابن سعد کی توبہ قبول نہ ہوتی یا وہ نالائق اور فاسق و فاجر ہوتے تو اتنے بڑے جلیل القدر صحابہ اس کی زیر قیادت اعداء اسلام کے خلاف جہاد میں شمولیت اختیار نہ کرتے اور نہ ہی حصول فتح کے بعد مال غنیمت کا حصہ قبول کرتے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے فرزند گرامی قدر شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب "تحفۂ اثنا عشریہ" میں فرماتے

ہیں کہ:

"گو عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح نے ابتداء امر میں جرم ارتداد کا ارتکاب کیا تھا لیکن حضرت عثمانؓ کی سفارش کے بعد ان سے کوئی ایسا امر شنیع وقوع میں نہ آیا جوان کے ضعف ایمان پر دلالت کرتا ہو بلکہ ان کے حسن تدبیر اور خوبیٔ نیت سے مغرب کی تمام سرزمین مفتوح ہوئی اور انہوں نے خزائن وافرہ حضور خلافت میں بھیجے اور ان کے بلاد کو دارالاسلام بنایا۔ یہاں تک کہ جزائر مغرب کو بھی زیر نگین کر کے مال غنیمت مدینہ منورہ روانہ کیا" اہل تاریخ لکھتے ہیں کہ ان کے غنائم سے پچیس لاکھ دینار زر سرخ نقد جمع ہوا تھا اور اثاث پوشاک، زیور، مویشی اور دوسرے اصناف مال کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ عبداللہ نے ان تمام چیزوں کا پانچواں حصہ بارگاہ خلافت میں روانہ کیا جو مسلمانوں میں تقسیم ہوا اور باقی چار خمس اپنے لشکر میں بوجہ مشروع تقسیم کئے جس قدر صحابہ اور اولاد صحابہ نے عبداللہ کی سپاہ میں شرکت کی وہ سب ان کے اخلاق و سیرت سے خوش تھے۔ کبھی کسی کو ان کے اوضاع و اطوار پر حرف گیری کرنے کی نوبت نہ آئی۔ آخر حضرت عثمانؓ کے واقعۂ شہادت کے بعد بقیۃ العمر تادم واپسین عزلت نشینی میں گزار دی۔ اس طرح کے جلیل القدر مجاہد اسلام کے خلاف وہی شخص زبان طعن دراز کرسکتا ہے جس کا دل بغض صحابہ جیسے غلیظ جذبہ سے بھرا ہوا ہو

(بقیہ از ص ۲۰)

اپنے ہی ابنائے نوع کے لئے درندہ و خونخوار ہے!

لقد خلقنا لانسان فی احسن تقویم، ثم رددناہ اسفل سافلین- الاالذین امنو وعملو الصالحات فلھم اجرا غیر ممنون- (التین)

ہم نے انسان کو ایک طرف تو بہترین قوتوں کی ترکیب اور اعلیٰ ترین جذبات کی ساخت میں پیدا کیا، لیکن پھر دوسری طرف بہیمی خواہشوں اور شریر قوتوں کے لحاظ سے نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی مخلوق تک بھی لوٹا لائے۔ ہاں وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لائے اور اعمال صالحہ وعادلہ اختیار کئے۔ سو ان کے لئے بےانتہا اجر ہے کیونکہ وہ ان متضاد قوتوں کی کشاکش سے بچ نکلیں گے۔

اب انسانوں کی بستیاں اور اولاد آدم کی آبادیاں راحت کی سانس اور امن کے تنفس سے خالی ہوگئی ہیں۔ کیونکہ وہ جو خدا کی زمین پر سب سے اچھا اور سب سے بڑھ کر تھا اگر سب سے برا اور سب سے کمتر ہو جائے تو جس طرح اس سے زیادہ کوئی نیک نہ تھا ویسا ہی اس سے بڑھ کر اور کوئی برا بھی نہیں ہوسکتا۔

انسانیت کی بستی اجاڑ ہو گئی، نیکی کا گھر لوٹ لیا گیا، اور دنیا مثل اس بیوہ کے ہو گئی جس کا شوہر زبردستی قتل کر دیا گیا ہو اور اس کے یتیم بچوں پر رحم نہ کیا گیا ہو۔ اب وہ اپنے لٹے ہوئے سنگھار پر ماتم کرے گی۔ اور اپنی پھٹی ہوئی چادر کو سر سے اتار دے گی۔ کیوں کہ اس کا حسن زخمی ہو گیا، کیونکہ اس کا شباب پامال کر دیا گیا۔ (ابوالکلام آزاد)